تنقید صحتِ الفاظ

(از: مولانا حفیظ الرحمٰن واصف)

قسط نمبر ۳

صلت ۔ بفتح اوّل وسکونِ ثانی صحیح ہے بمعنی عادتِ انسانی۔ اس کی جمع خصال بکسر اوّل ہے خصائل نہیں واضح ہو کہ خصلت بکسر صاد کوئی لفظ نہیں:۔

خصائل جمع ہے خصیلةٌ کی۔ اس کے معنی ہیں گوشت کا ٹکڑا جس میں پٹھا بھی ہو۔ لوگ غلطی سے اس کو عادات کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ اور یہ غلط فہمی خواجہ حافظ شیرازی تک کو ہوئی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

دل دادہ یار بے عاشق کشتے نگارے مرضیۃ السجایا محمودۃ الخصائل

سعدی شیرازی نے صحیح لفظ استعمال کیا ہے:۔

حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

اب جبکہ خصائل اُردو میں خصلت کی جمع کے طور پر استعمال ہو رہا ہے تو غلط العام کے تحت فصیح سمجھا جائے گا۔

ق ۔ بضمتین وبضم اوّل وسکون دوم۔ دونوں طرح لغت میں ہے اور لغۃً دونوں صحیح ہیں۔

ت ۔ بفتح اوّل وسکون دوم صحیح اور فصیح ہے۔ بالکسر غلط ہے۔ لوگ خلعت کے دھوکے میں اس کو بالکسر کہہ دیتے ہیں۔ خلعت بالکسر (لباسِ فاخرہ) ہے۔

ق ۔ بضم اوّل وبکسر اوّل صحیح ہے۔ بالفتح غلط ہے۔

م ۔ حرفِ اوّل کی تینوں حرکتوں کے ساتھ لغۃً صحیح ہے۔

شُپرد۔ بضمتین ہو تو معنی ہیں سونپنا۔ اور بکسر اول وفتح ثانی ہو تو معنی ہیں راہ طے کرنا۔ دونوں میں فرق ہے

شعبدہ۔ عربی میں بفتح اول دو لغت ہیں شَعبَذۃٌ۔ شَعوَذۃٌ۔ دونوں میں نقطہ والی ذال ہے

فارسی اور اُردو میں بضم اول وبائے موحدہ ودال مہملہ (شُعبَدہ) ہے معنی ہیں ہاتھ کی صفائی

اور کرتب نیز نظر بندی۔

شغل۔ بضم اول وسکون ثانی اور بفتح اول وسکون ثانی بس یہ لغت صحیح ہیں۔ ان دو کے علاوہ کوئی تلفظ صحیح نہیں

شفقت۔ (بفتح اول ودوم وسوم بروزن حرکت) عربی میں لغۃً تینوں حرف مفتوح ہیں۔ مگر فارسی و

اُردو میں زیادہ تر بسکون حرف دوم راجح ہے اور یوں بھی فصیح ہے بعض ناخواندہ عوام قاف

کو مشدد کر دیتے ہیں۔ وہ بالکل غلط ہے اور قابل رد۔

عشوہ۔ ناز وغمزہ کے معنی میں بالکسر ہی صحیح ہے۔

عماری۔ بفتحتین۔ ہودج۔ بامیم مشدد غلط ہے۔

عمامہ۔ تشدید میم اول کے ساتھ کوئی لفظ نہیں۔

عیار رکسوٹی وغیرہ کے معنی میں بکسر اول وفتحہ یا صحیح ہے بفتح اول غلط ہے۔

غسل۔ عربی میں بفتح اول وسکون دوم کے معنی ہیں دھونا۔ اور بضم اول وسکون دوم اس کا حاصل

مصدر ہے۔ اُردو میں بھی اسی طرح مستعمل ہے اور لغۃً صحیح ہے۔

قرن۔ بفتح اول وسکون ثانی۔ ایک صدی، سینگ، بالوں کی لٹ، پہاڑ کی چوٹی وغیرہ۔ واضح ہو کہ اردو

اور فارسی میں یہی لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جمع قُرون اور قران۔

قِرن۔ بکسر اول وسکون ثانی ہمسر وہم پلہ جمع اقران۔ واضح ہو کہ قَرَن بفتحتین ایک قبیلہ کا نام ہے

حضرت اُویس قرنی اسی قبیلہ میں سے تھے مگر یہ اُردو میں کسی معنی میں استعمال نہیں ہوتا

قناعت۔ لغۃً بفتح اول۔ اور اسی طرح اُردو میں بھی بولا جاتا ہے۔ بالکسر کوئی نہیں بولتا۔

مملکت۔ لام پر تینوں حرکتیں لغۃً درست ہیں۔

نظارہ۔ اُردو میں بفتحتین فعل بہ کرنا کے ساتھ دیکھنا، نظر ڈالنا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے

اور بفتح اول و تشدید ثانی نظارہ بمعنی منظر استعمال ہوتا ہے۔ عربی میں نَظّارہ (بہ تشدید ظا) نگراں گروہ ہو جنگ وغیرہ کے مشاہدہ کے لئے مقرر کیا جاتا ہے۔ اردو میں عدالتی اصطلاح، نَظارت (بفتحتین) ناظر کا عہدہ اور اس کا محکمہ

نکہت۔ بفتح اول بکاف عربی صحیح ہے۔ بگاف فارسی غلط ہے۔

ہلاک۔ بفتح اول ہے۔ بکسر اول نہ لغتہً ہے نہ رواجاً۔

عنوان نمبر ۱۹

"بے موقع یا غلط استعمال ہونے والے الفاظ"

اَسلحہ۔ بے شک یہ سلاح کی جمع ہے لیکن واحد کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ غنیم کا اسلحہ ہاتھ آیا۔ اسلحہ خرید اگیا ہے۔ اردو میں بعض جمعیں واحد کے طور پر رائج ہیں جیسے اصول، حور، عملہ اور اردوات وغیرہ۔

اولاد۔ بیشک وَلَد (بفتحتین) کی جمع ہے لیکن واحد کے طور پر بولتے ہیں۔

تابعدار۔ ترکیب کے لحاظ سے غلط ہی سہی لیکن فصیح ہے۔ اور اس کا متبادل کوئی لفظ نہیں۔

تازی۔ اس کے معنی تاجکستانی یا عربی النسل، عام لوگ نہیں جانتے۔ نہ اس معنی میں اردو میں بولا جاتا ہے۔ اردو میں تازہ کے مؤنث کے طور پر بولتے ہیں اور غلط العام کے تحت فصیح ہے۔

اہل ایران عربی کو تازی کہتے ہیں۔ زبان تازی سے مراد زبان عربی۔ اسپ تازی عربی گھوڑا

حافظ کہتے ہیں:۔ اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالاں۔

سعدی کہتے ہیں:۔ اسپ تازی میاں بکار آید۔

تاجیک وہ ایرانی جو تاجکستان یا ترکستان میں رہتے ہیں۔ تاجیکستان ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ جو واقع ہے درمیان ازبکستان چین اور افغانستان کے۔ (المنجد ستائیسواں

ایڈیشن) ۔ فاضل مصنف نے معلوم نہیں کس بنا پر اس کا جوڑ تازی سے لگا دیا۔ اردو میں اگر تازہ کو مذکر اور تازی کو مؤنث قرار دیا گیا تو کیا گناہ ہو گیا۔ اس قسم کی اور بھی مثالیں موجود ہیں، سادہ، سادی، رتھ، رتھی۔ چارپایہ، چارپائی۔ جوگوشہ، جوگوشی۔ پارہ، پاری۔ صاحبزادہ۔ صاحبزادی۔ ماندہ، ماندی، گندہ۔ گندی۔ بندہ۔ بندی۔ بچہ، بچی۔ چرخہ، چرخی۔ دیوانہ۔ دیوانی۔ بیگانہ، بیگانی۔ ہمسایہ۔ ہمسائی۔ صندوقچہ۔ صندوقچی۔

آپ تو روٹھ گئے چلتے چلتے ایک سند بھی دیکھتے چلیے:۔

چمن حسن کی بلکہ گئی تازی بدلی — گلبدن تونے جو پوشاک پیازی بدلی

(ظفر دیوان اول)

عنوان نمبر ۵ کے تحت بھی دیکھو۔

تعیناتی ۔ اس پر مفصل بحث ادبی بھول بھلیاں ص۳ میں دیکھیے۔ اس بحث میں مندرجہ ذیل شعر کا اب اضافہ کر لیجیے۔

بھلا اس شان کا ہاتھی کہیں ہے — کہ جس پر یہ کوئی ایسا تعین ہے

(کلیات سودا جلد اول ص۲۷۵ درج پیلی)

جنابہ ۔ بے شک یہ تانیث بالکل غلط اور ناقابل قبول ہے۔ مؤنث کے لیے بھی لفظ جناب مستعمل، رائج ہے اور صحیح و فصیح ہے۔ جناب بفتح اول کے معنی ہیں گھر کے باہر کا میدان۔ محلہ یا شہر کے گرد اگرد کی آبادی۔ یہی لفظ بارگاہ، پیش گاہ، حضور، حضرت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کا مدلول و مراد کوئی ہستی یا آدمی نہیں ہے۔ تذکیر و تانیث کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

عربی میں جَنَابَۃٌ مصدر یا حاصل مصدر ہے۔ اس کے معنی ناپاک ہونا یا ناپاکی۔ یہی لفظ حالت وقف میں جنابہ ہے۔ اس کے معنی ناپاک عورت کے نہیں ہیں۔

روضہ - باغ۔ بیشک اس کے معنی مقبرہ یا مزار نہیں ہیں۔ کنایہ کے طور پر مقبرہ یا مزار کے معنی میں بولتے ہیں۔

طال عمر کا فاضل مصنف کہتے ہیں طول عمرہٗ غلط ہے۔ عرض ہے کہ دونوں صحیح ہیں، تلفظ کو صحت کی ضرورت ہے

طَالَ فعل ماضی ہے مصدر طول سے۔ یہ فعل لازم ہے طَالَ عُمرہٗ کے معنی ہیں کہ عمر دراز ہو۔ یہ مادہ باب تفعیل میں جا کر متعدی ہو گیا تطویل کے معنی دراز کرنا طُوِّل فعل ماضی مجہول ہے۔ طُوِّلَ عُمرُہٗ کے معنی دراز کی جائے اس کی عمر اور اگر فعل معروف قرار دیا جائے تو تلفظ ہوگا طَوَّلَ عُمرَہٗ اس صورت میں فاعل کی ضمیر غائب کا مرجع اللہ تعالیٰ ہوگا یعنی اللہ اس کی عمر دراز کرے۔ تشدید نہ لکھنے اور وضع لفظی سے ناواقف ہونے کی وجہ سے تلفظ میں غلطی ہوتی ہے۔ طَالَ عُمرُکُم جمع حاضر کے لیے مگر واحد حاضر کے لیے بھی استعمال کرتے ہیں

گندہ - فارسی میں اس کے معنی کچھ ہی ہوں مگر اردو میں ناپاک اور میلا کے معنی میں صحیح وفصیح ہے اور اس کی تانیث "گندی" بھی صحیح ہے۔ ہندی میں عطر فروش کے معنی میں گندھی (بہائے مخلوط) ہے۔

مبدأ - اس میں جو تھا حرف ہمزہ ہے۔ الف نہیں۔

مشکور - اس کے بارے میں ادبی بھول بھلیاں میں مفصل لکھا جا چکا

نور چشم - اور ہمشیر - دونوں لفظ لڑکیوں اور لڑکوں کے لیے استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

عنوان نمبر ۲۰

"اردو میں رائج عربی کلمات"

لاحول ولا قوت - عربی عبارت خواہ خط نسخ میں لکھی جائے یا نستعلیق میں قُوّۃ کو تائے دراز سے لکھنا غلط ہے۔

اللہ۔ اس کے رسم الخط کے متعلق دیکھو عنوان ۸ میں۔

عنوان نمبر ۲۱

"باہم مماثل الفاظ"

آسی۔ ہندی اور اردو میں آس بمعنی امید ہے لیکن آسی امیدوار کے معنی میں ہم نے کبھی نہیں سنا۔ اور آسی جو عربی میں ہے اس کے معنی رنجیدہ و غمگین وغیرہ۔

ترس۔ بفتح اول و سکون دوم۔ دراصل یہ ایک ہی لفظ ہے، فارسی میں اس کے معنی ہیں خوف۔ اردو میں بفتحتین بولتے ہیں اور معنی مراد لیے جاتے ہیں رحم و مہربانی۔ یہ موّرد ہے اور فصیح ہے

تکیہ۔ یہ لفظ عربی سے آیا ہے (مادہ وکاء) عربی میں اس کا تلفظ تُکَأۃٌ بروزن لُمزۃ ہے۔ (بضم اول و فتح دوم و سوم بآخر ہائے تانیث) یعنی وہ چیز جس پر ٹیک لگائی جائے جس کا سہارا لیا جائے۔ عصا ہو یا ستون یا کرسی کا پشت کا حصہ یا دیوار یا گاؤ تکیہ وغیرہ فارسی میں تصرف ہو کر تکیہ ہوا۔ یعنی بھروسا اور اعتماد۔ اردو میں مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے مگر قبرستان کے معنی میں نہیں۔ کسی عابد و زاہد فقیر کی قیام گاہ کو تکیہ کہتے ہیں۔ وہاں بعد میں لوگ مردوں کو دفن کرنا شروع کر دیتے ہیں اس بنا پر تکیہ کے معنی قبرستان کے نہیں ہو سکتے۔ بس تکیہ میں ہائے مختفی کا لکھنا ضروری ہے۔ کسی معنی میں الف سے لکھنا درست نہیں۔

جوّالہ۔ عربی لفظ ہے مصدر جولان بروزن خفقان معنی ہیں بہت پھیرے لگانے والا۔ بہت زیادہ چلنے پھرنے والا۔ مسلسل آنے جانے والا۔ اس کے معنی پیچاں یا چکردار نہیں بس اس میں ہائے مختفی ضروری ہے۔ یہ ایسی ہی ہے جیسی علامہ۔ فہامہ۔ سیارہ۔ طیارہ۔ شعلۂ جوالہ کے معنی بہت تیزی سے بھڑکنے والا شعلہ۔

جوالا۔ ہندی لفظ ہے۔ اس کا تلفظ خواندن کی طرح ہے یعنی واو جیم کے ساتھ مخلوط ہے۔ اس کے معنی شعلہ، آنچ، لپٹ، اس کو الف ہی سے لکھنا چاہیے۔

حُدی۔ عربی میں یہ صحیح لفظ حُدَاءٌ بضم اول بروزن غُثَاءٌ ہے۔ وہ گیت جو ساربان خوش الحانی سے گاتے ہیں۔ اس سے اونٹنی مست ہو کر تیز چلتی ہے۔ اور تھکن محسوس نہیں کرتی۔ ایرانیوں نے اس لفظ میں تصرف کیا کہ الف ممدودہ کو یائے معروف سے بدل کر خوشی کے وزن پر کر دیا۔ اسی طرح اُردو میں بھی بولا جاتا ہے اور یوں نہیں فصیح ہے:

لیلیٰ کا ناقہ دشت میں دکھلا تا ذوق و شوق ۔۔۔ سن کر فغانِ قیس بجائے حُدی چلے

(ذوق)

حَسْنَاء۔ بفتح اول و سکون ثانی و الف ممدودہ۔ اور حَسَنَة بفتح اول و دوم و سوم۔ یہ دونوں لفظ صفت مشبہ کے صیغے ہیں۔ ہر ایک مؤنث کی صفت واقع ہوتے ہیں خواہ عورت ہو یا جانور یا اور کوئی چیز۔

مذکر کے لئے حَسَن بفتحتین آتا ہے۔ قرض حَسنہ کی ترکیب غلط ہے قرض حَسن صحیح ہے مَنْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔ اس کو لوگوں نے قرض حسنہ بنایا ہے۔

حُسنیٰ۔ بضم اول و با الف مقصورہ۔ صیغہ اسم تفضیل مؤنث۔ مذکر کا صیغہ احسن۔

رعناء۔ عربی لفظ ہے صیغہ صفت مشبہ مؤنث بروزن حمراء و صفراء و حمراء۔ مذکر کے لئے اَرْعَنْ۔ معنی وہ جس پر دھوپ کی تیزی وغیرہ سے غشی طاری ہو جائے۔ اور بولنے میں جلدی کرنے والا وغیرہ۔

فارسی میں تر و تازہ، حسین، زیبا کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

رُبّ۔ بضم اول و بائے مشدد۔ لغۃً معنی ہیں کسی چیز کو جوش دے کر نچوڑ لیا جائے اور عصارہ کو پکا کر گاڑھا کر لیا جائے۔ طبی اصطلاح میں بھی یہی معنی ہیں۔ ست اور جوہر علیحدہ چیز ہے۔

صِفر۔ صحیح لفظ بکسر اول و سکون ثانی ہے۔ لیکن بفتح ثانی مشہور ہے۔ بول چال تک

اس غلطی کو قابلِ درگزر قرار دیا جا سکتا ہے۔

صَلاح۔ بفتح اول۔ اس کے اصل معنی ہیں نیکی، درستی (فساد کا نقیض) اُردو میں اچھا مشورہ چاہنے کے معنی میں بھی بولتے ہیں۔

صُلح۔ بضم اول وسکون دوم لڑائی کے بعد ملاپ۔

صُلب بضم اول۔ پشت۔ سَلب بفتح اول، چھین لینا۔

مُتَّصِف۔ بضم اول وتشدید تائے مفتوح۔ یہ اتصاف کا اسم فاعل ہے۔ اور بکسرۂ صاد صحیح ہے۔ بفتح صاد غلط ہے۔

مثبتت۔ فاضل مصنف نے معنی لکھے ہیں دلیل سے ثابت کیا گیا۔ واضح ہو کہ یہ لفظ ہی اُردو میں استعمال نہیں ہوتا۔ اور لغتہً مُثْبَتْ اور مُثبت دونوں کے ایک ہی معنی ہیں (منفی کا نقیض ثابت شدہ)

منت۔ اگر بکسر اول ہو تو عربی لفظ ہے۔ معنی ہیں احسان کرنا۔ نیز احسان جتانا، خوشامد و التجا کے معنوں میں اس لفظ کا استعمال کرنا غلط ہے۔ عربی وفارسی میں کہیں اس معنی میں اس کا استعمال نہیں پایا جاتا۔ اس کے بارے میں مزید تحقیق "اُردو مصدر نامہ" میں لفظ ماننا کے تحت لکھی جا چکی ہے۔

مَہدی۔ عربی لفظ ہے۔ بفتح اول ہے۔ مصدر ہدایت کا اسم فاعل ھادی ہے اور اسم مفعول مَہدِی (بروزن مرضی)۔ افسوس ہے اُن ناخواندہ لوگوں پر جو نام میں نون غنہ بڑھا کر مہندی حسن لکھتے ہیں۔ اور مدرسہ کو مندرسہ لکھتے ہیں۔ حنا کے معنی میں اس کا صحیح املا مینڈھی ہے۔

عنوان نمبر ۲۵

فاضل مصنف نے واؤ معدولہ کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس کی آواز نہیں نکلتی۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایسا ہے تو اس کو کتابت میں کیوں لایا گیا ہے؟

اس کے متعلق راقم الحروف "ادبی بھول بھلیاں" میں وضاحت کر چکا ہے (دیکھو ص ۹۶ اور ص ۱۴۹) ۔ خلاصہ یہ کہ واو معدولہ بے حقیقت اور معدوم چیز نہیں ہے۔ یہ ایک نئی حرکت جو فتحہ وضمہ کے درمیان ہے پیدا کرتا ہے ۔ اور وہ نئی حرکت ہندی الفاظ میں بھی پائی جاتی ہے جیسے جوالاکھی ۔ سواد بمعنی مزہ ، جوار بھاٹا ۔ اور انگریزی الفاظ میں بھی ہے جیسے گوائے ، ٹوائے ، ڈوارف وغیرہ ۔ اگر الفاظ مذکورہ کا تلفظ آپ بآسانی کر سکتے ہیں تو اس غریب اُردو سے کیا خطا سرزد ہوئی ہے کہ اس پر چھری چلانے لگے ۔ یاد رکھیے جس طرح ہائے مخلوط دوسرے حرف سے مل کر نئی آواز پیدا کرتی ہے اسی طرح واؤ الف سے مل کر مثلاً ہمزہ ، ی اور واؤ سے مل کر نئی آواز پیدا کرتا ہے ۔ دعاؤ دوا ۔ اور خدائے سخن وغیرہ کی ترکیبوں پر غور کیجیے ۔

خان اور خوان ۔ خار اور خوار ۔ تلفظ اور لہجے دونوں کے الگ الگ ہیں ۔ ایرانی بآسانی ادا کرتے ہیں ہندوستان کے لوگ وضع لفظی کو تو کبھی یاد نہیں رکھتے ۔ تلفظ دشوار معلوم ہوا تو واؤ معدولہ کو معدوم سمجھ لیا ۔ خواستن اور خاستن دونوں کے معنی میں بھی فرق ہے تلفظ میں بھی اور کتابت میں بھی ۔ اگر تلفظ میں فرق نہ ہو تو سننے والا معنی میں امتیاز نہیں کر سکتا اور سن کر لکھنے میں املا غلط ہو جائے گا ۔

...وسا وغیرہ میں واؤ کو ساکن کہا ہے تعبیر غلط ہو گئی ۔ یوں کہیے کہ واو غیر ملفوظ یا خاموش ہے ۔

عنوان نمبر ۲۸

"تنوین سے تلفظ میں تبدیلی"

فاضل مصنف فرماتے ہیں ۔ الفاظ جن کے آخر میں ہائے مختفی ہو ان میں (ہ) سے قبل (ت) بڑھا کر (ت) پر دو زبر کی تنوین لگا دیتے ہیں مثلاً: ارادہ سے ارادتاً اشارہ سے اشارتاً ، تحفہ سے تحفتاً ، واقعہ سے واقعتاً وغیرہ ۔

مذکورہ انکشاف پڑھ کر فاضل مصنف کے بھولے پن پر حیرت ہوئی ۔ بڑی جلدی

ان بھوہڑ کاتبوں کے بہکائے میں آگئے۔ عربی میں یا تو تائے اصلی (یعنی تائے مادہ) ہے یا تائے زائدہ۔ تائے مادہ اور تائے زائدہ میں سے وہ (ت) جو حالت وقف میں (ہ) سے تبدیل نہیں ہو تی لمبی لکھی جاتی ہے اور تائے زائدہ پہچان کے لئے گول لکھی جاتی ہے۔ تائے زائدہ کی شکل بدلنے کا سبب یہ ہے کہ اصلی اور زائدہ میں امتیاز رہے۔ اور چونکہ یہ حالت وقف میں ہائے ہوز سے تبدیل ہو جاتی ہے اس لئے تبدیل شدہ صورت یعنی ہائے ہوز کی اختیار کی گئی تھی، مقدمہ، واقعہ، حادثہ، اشارہ، ارادہ۔ اگر اس کو متحرک کرنا ہو تو اسی پر دو نقطے لگا دیجیے۔ وہ پھر (ت) کی آواز دے گی۔ واقعۃٌ، حادثۃٌ، اشارۃٌ، ارادۃٍ، مکۃ المکرمہ، مقدمۃ الجیش۔ آپ جو ہائے مختفی سے پہلے (ت) بڑھانے کا حکم دے رہے ہیں یہ (ت) کہاں سے آگئی ؟

تعجب ہے! مجددین لسان کا ایک طبقہ پہلے اعلان کر چکا ہے کہ تائے مدورہ کے آگے الف لگانا ضروری ہے مثلاً واقعتاً، حادثتاً۔ اشارتاً، ارادتاً اور آپ اس کی تائید فرما رہے ہیں اور کہتے ہیں یہ میری ذاتی رائے ہے معلوم نہیں ترقی اردو بورڈ نے سند تقلید آپ کو عطا فرمائی ہے یا ان مجددین کو ؟

آپ فرماتے ہیں کہ اردو میں تائے مدور کوئی حرف نہیں۔ گذارش ہے کہ اردو میں تنوین کہاں ہے ؟ اندازاً فارسی لفظ ہے۔ اس میں تنوین کیوں ؟ اور نمونتہً میں تو غضب ہی کر دیا۔ تائے مدور بھی تنوین بھی۔ جب آپ عربی کے الفاظ اور تنوین استعمال کر رہے ہیں تو اس کا رسم الخط اور قاعدے ملحوظ رکھیے ورنہ ترک کیجیے۔ یاد رکھیے ایسے الفاظ میں نہ الف بڑھایا جائے گا نہ کوئی غنوشہ صحیح رسم الخط مندرجہ ذیل ہے:۔

ارادۃً۔ اشارۃً۔ تحفۃً۔ کلیتۃً۔ واقعۃً۔ حقیقۃً۔ فطرۃً۔ بقدرۃً۔ نسبۃً۔ مزید وضاحت دیکھیے "ادبی بھول بھلیاں" ص ۸۶۔

(باقی آئندہ)